عالمی منظر خطرناک.......پاکستانی منظر خوفناک!

(مہمان اداریہ)

افغانستان میں طالبان کے خلاف، امریکہ پر ۱۱ ستمبر کو خودکش ہوائی حملے کے بعد، جو فوجی اقدام شروع کیا گیا تھا، وہ اب اپنے غیر فطری انجام کو پہنچ رہا ہے۔ طالبان نے بظاہر ''سٹریٹجک'' پسپائی جاری رکھی ہوئی ہے لیکن اس میں معاملہ ختم ہو جانے کے آثار نظر آ رہے ہیں اور نئے مسائل ابھر رہے ہیں۔ دوسری طرف امریکہ نے شمالی اتحاد کو من مانی کرنے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور اب جو دورِ ستم شروع ہوا ہے تو اس میں خود امریکی کمانڈوز بھی شامل ہیں۔ چنانچہ مزار شریف کے قلعہ جھنگی میں غیر ملکی مجاہدین کے قتل عام کی لرزہ خیز تفصیلات امریکی اور مغربی میڈیا افراط سے دکھا رہا ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق ۴۵۰ سے ۸۰۰ مجاہدین کو شہید کیا گیا۔ تہہ خانے میں پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی گئی ہے، شہیدوں کی لاشوں پر گولیاں چلائیں گئیں، ایک زخمی مجاہد کو سانس لیتے دیکھا تو فوجیوں نے اس کا سر پتھروں سے پاش پاش کر دیا۔ عالمی ریڈ کراس کی اجازت سے قلعہ جھنگی میں جانے والے صحافیوں نے اپنے اخبارات میں صورت حال کی ہولناک منظر کشی کی ہے۔ عالمی ایمنسٹی نے اس قتل عام کی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ اخبار ''انڈیپنڈنٹ'' نے لکھا ہے کہ ''امریکہ جو چاہتا تھا ایسے ہی ہوا ہے'' یعنی افغانوں کے ذریعے غیر ملکی مجاہدوں کا قتل عام! مسلسل ہولناک بمباری سے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے اور ہزاروں کی تعداد میں انسان کشی کرنے کے بعد اب ''انکل سانپ، معاف کیجئے، سام'' مزار شریف میں ''قتل عام'' پر بڑی بے نیازی سے معافی مانگ رہا ہے تو یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ ؎

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

کیونکہ نہ امریکہ نے جفا سے توبہ کی ہے اور نہ اس نے پشیمانی کا رتی بھر احساس کیا ہے بلکہ امریکہ کے سب سے بڑے حلیف اور حاشیہ بردار برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر ماضی سے بغاوت کرتے ہوئے، ایک نئے ''ورلڈ آرڈر'' کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ جارج ڈبلیو بش نے ۱۱ ستمبر کے خودکش ہوائی حملے کے بعد ردعمل کے لاشعوری لاوے میں ''کروسیڈ'' (صلیبی جنگ) کے آغاز کا اعلان بھی کر دیا تھا لیکن بعد میں وہ مذہبی عظمتوں کے سلسلے میں اسلام کا نام جپنے لگے اور امریکی سفارتخانوں میں افطاریاں کرانے لگے۔ وینڈی چیمبرلین نے روزے رکھنے کا تاثر دیا لیکن دوسری طرف

انہوں نے افغانستان کے خلاف فوجی آپریشن کے سپریم کمانڈر کا منصب سنبھال لیا اور پورے افغانستان کو تودۂ خاک اور کابل کو لاشوں کا شہر بنا دیا۔ ان کے دوسرے اہم ترین معاون اور ایجنٹ ٹونی بلیئر نے عیسائی مبلغ کا کردار سنبھال لیا ہے اور وہ ایسا ورلڈ آرڈر تشکیل دینے کے آرزومند ہیں جو ماضی کی سختی کے ساتھ ساتھ عیسائی سوشلزم کی اخلاقیات پر مشتمل ہو۔ سادہ الفاظ میں یہ ''مارشل عیسائیت'' کا نظام ہے، جس کے ڈانڈے ۲۰۰۱ء میں ''کروسیڈ'' سے جا ملتے ہیں۔ انگریزی جریدہ ''نیوز ویک'' کے مطابق ٹونی بلیئر دنیا کا جو نقشہ دیکھتے ہیں اس میں مذہب کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ چرچ جاتے ہیں اور ہر روز دعا میں شریک ہوتے ہیں۔ ۱۹۹۲ء میں انہوں نے کرسچین سوشلزم موومنٹ میں شرکت اختیار کی اور ابھی تک اس کے رکن ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ۱۹۹۵ء میں انہوں نے ایک صحافی کو بتایا تھا کہ ''ان کی سیاست اور ان کی عیسائیت ساتھ ساتھ چلتے ہیں''۔ مغربی معاشرے کی دورنگی اور امریکی دوغلے پن کی یہ مثال کلاسیکی حیثیت رکھتی ہے کہ وہاں سیاست اور مذہب ساتھ ساتھ چل سکتے ہیں لیکن جب مسلمان علامہ اقبالؒ کے اس قول کو دہرائیں کہ ....

''جدا ہو دیں سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی''

تو انہیں بنیاد پرست قرار دیا جاتا ہے اور وہ گردن زدنی قرار پاتے ہیں۔ افغانستان میں طالبان اپنی قدیم ترین رسوم ورواج اور اسلام کی تعبیروں پر عملدرآمد کریں تو ان کو کارپٹ بمباری کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔ توحید کے متوالوں اور اسلام کے دیوانوں کو روئے زمین سے مٹانے کیلئے بے دریغ قتل وغارت گری شروع کر دی جاتی ہے۔ افسوس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمان ممالک فی الوقت غیر منظم اور غیر متحد ہیں۔ سیاہ تیل کی طاقت اور امریکی بنکوں میں اپنے پٹیرو ڈالرز کی افراط کے باوجود وہ کمزور ہیں اور ان کی اس قدرتی طاقت کو بھی امریکہ مسلمان ممالک کو لڑانے کیلئے استعمال کر رہا ہے۔ امہ نہتی ہے، ناکارہ ہے، منفعل ہے، ان کا نمائندہ ادارہ تنظیم اسلامی کانفرنس اپنی آزاد سوچ اور اسلامی حمیت اور دینی غیرت سے عاری ہے اور آئندہ کا کوئی واضح نقشہ مسلم امہ کے سامنے نہیں ہے، نہ تشکیل دیا گیا ہے۔ بے بسی، لاچاری، عدم تحرک اور عدم فعالیت کے اس عالم میں غنیمت ہے کہ سعودی عرب نے اپنے اسلامی تشخص کو نمایاں کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''ہم قرآن کی خدمت کیلئے اپنی زندگیاں قربان کر دیں گے اور دنیا میں صرف سعودی عرب ایسا ملک ہے، جہاں اسلامی قوانین پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے''۔ سعودی عرب کا ردعمل مبنی برحقیقت ہے لیکن یہ کافی نہیں کیونکہ اس نے امریکی فوجوں کو اپنی سر زمین پر جگہ دے کر ایک اسلام دشمن طاقت کو اپنے سر پر سوار کر رکھا ہے اور اب تو امریکہ کا ''تھنک ٹینک'' سعودی عرب اور مصر میں تبدیلیاں رونما کرنے کی ضرورت بھی ظاہر کر رہا ہے اور اس تبدیلی کیلئے بہانے تلاش کئے جا رہے ہیں۔ الزام لگایا جا رہا ہے کہ ۱۱ ستمبر کے بعد سعودی عرب کی حکومت دہشت گردی کو روکنے کیلئے اقدامات نہیں کر رہی۔

عالمی سطح پر الزامات در الزامات اور عمل در عمل کے اس سینیریو (Scenario) میں پاکستان کے حالات زیادہ سنگین نظر آتے ہیں۔ ان دنوں پاکستان کی حکومت، جن خبروں کو ابھار رہی ہے ان کی وحشت سرخیوں سے ہی ظاہر ہے۔ آج کے اخبارات کی چند سرخیاں حسب ذیل ہیں۔

☆ .... انتہا پسندوں کے خلاف اگلے ماہ سے کریک ڈاؤن۔

☆ .... بہت ہو گیا، انتہا پسندی برداشت نہیں کی جائے گی۔

☆ .... ایکشن کا وقت آ پہنچا۔

☆ .... حساس ادارے مذہبی عناصر پر کڑی نظر رکھیں۔

بالکل یہی زبان بھارت کے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی پاکستان کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ اور پاکستان اس سے مذاکرات کی بھیک مانگ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دہشت گردی کا بہانہ بنا کر امریکہ نے افغانستان پر چڑھائی کر دی ہے، اسی طرح ہماری حکومت انتہا پسندی کی آڑ لے کر، خدا نہ کرے خود اپنے شہریوں پر ''کریک ڈاؤن'' کرنے والی ہے، جس سے رہی سہی یکجہتی کے ختم ہونے کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے اور ملک داخلی انتشار کی طرف بڑھتا نظر آتا ہے۔ امریکہ نے اپنی آشیر باد یا دھمکی سے پاکستان سے جو کام لینا تھا وہ لے چکا ہے، اب وہ اس کے ساتھ ''یوز اینڈ تھرو'' جیسا سلوک کر رہا ہے تو ہمیں حالات کا جائزہ تحمل اور برداشت کے جذبے سے لینا چاہیے اور کنٹرول لائن پر بھارتی حملوں کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ واجپائی کے، اپنی فوج کو مسئلہ کشمیر کو ہمیشہ کیلئے حل کر دینے کے حکم کی چیتاونی کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے ہی روڈ میپ کے مطابق جمہوریت اور عام انتخابات کیلئے صدر صاحب کے پاس اب صرف دس ماہ رہ گئے ہیں تو انہیں ملک کے تمام طبقات سے جن میں سیاسی اور دینی جماعتیں شامل ہیں، مشاورت کرنی چاہیے اور صلح و صفائی سے ایسا راستہ نکالنا چاہیے جس سے ''انکل سام'' کو اپنے ساز و سامان سمیت سرزمین پاک سے رخصت کیا جا سکے۔ مشرق میں بھارت کے خطرے کے ساتھ اب مغرب سے ربانی کے نہیں، دوستم کے اصل شمالی اتحاد نے جس خطرے کو ابھارنا شروع کیا ہے، اس کا سامنا کرنے کیلئے پوری قوم متحد ہو اور فوج نے اپنے گھوڑوں کا منہ اپنے ہی معزز، محب وطن اور قابل احترام شہریوں کی طرف کرنے کی بجائے دشمن کی طرف کیا ہوا ہو۔ اور آنے والی جنگ کے اپنے اصلی گھوڑوں کو قرآنی حکم کے مطابق نہ صرف تیار رکھنا چاہیے بلکہ ان میں اضافہ کرنا چاہیے۔ گھر بٹھائے ہوئے ان گھوڑوں کے سائیسوں کو اب پھر ایکٹو سروس پر بلا لینا چاہیے، ڈبل ڈیوٹی کیلئے۔

(بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'' ملتان ۳۰/نومبر ۲۰۰۱ء)

❁ ❁ ❁